خوشگوار ازدواجی زندگی کے راہنما اُصول

مولانا عبدالمتین
لیاری، کراچی

خطبۂ نکاح کا پیغام

ہم اکثر نکاح کا خطبہ سنتے رہتے ہیں، لیکن کیا ہم نے کبھی غور کیا ہے کہ اس خطبے میں کیا کہا جا رہا ہے؟! خطبۂ نکاح میں حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن کریم کے جن مشہور تین مقامات سے تلاوت کی جاتی ہے، ان تینوں میں حیرت انگیز طور پر نکاح کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے، بلکہ تینوں جگہ ایک ہی مضمون پر زور دیا گیا ہے اور وہ ہے ''تقویٰ۔'' تقویٰ اور پرہیزگاری ایک ایسا مؤثر عنوان ہے، جس کے تحت بہت سے مسائل خود حل ہوجاتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے خطبۂ نکاح میں تقویٰ و پرہیزگاری کا حکم ارشاد فرما کر اس جانب توجہ دلائی کہ میاں بیوی ایک خوشگوار ازدواجی زندگی اور ایک پرسکون گھر اس وقت بنا سکیں گے، جب دونوں ''تقویٰ و پرہیزگاری'' کے زیور سے آراستہ ہوں، ان دونوں کو اپنے ہر عمل کی جواب دہی کی فکر لاحق ہو۔ اللہ کے ہاں جواب دہی کا احساس وہ واحد پیمانہ ہے، جس سے سچائی اور امانت کی انتہا ناپی جاسکتی ہے۔

اگر یہ احساس نہ رہے تو دنیا کی کوئی عدالت، کمیونٹی، انجمن، سربراہی یا خاندان ان دونوں کو جوڑ نہیں سکتے، چونکہ یہ ایسا گہرا تعلق ہے جس سے بڑھ کر قریب تر کوئی تعلق نہیں، دنیا کے ہر رشتہ میں سوتیلے پن کی گنجائش ہے، لیکن اس میں نہیں۔ دنیا میں شاید کوئی تعلق مصنوعی یا جھوٹ کے سہارے چل سکتا ہو، لیکن یہ تعلق بھرپور احساسات وجذبات کے بغیر ایک مردہ جسم کی مانند بن جاتا ہے۔

گھروں کا سکون

یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اس دنیا میں سب سے پہلے ''میاں بیوی'' کے تعلق سے انسانی عالم کی ابتدا فرمائی، اس تعلق کے مقاصد اور پختگی کی کیا صورتیں ہوسکتی ہیں؟ اس حوالے سے اللہ رب العزت کلامِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج:۵،ص:۷۰۹، طبع: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ترجمہ: ''تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم سب میں سب سے زیادہ اچھا ہوں۔''

فرمایا کہ: گھر میں تندخو، سخت مزاج یا فوجی بن کر نہ رہو، بلکہ اُن کے ساتھ اچھے سے پیش آؤ اور کوئی اگر باہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو، لیکن گھر میں برا ہے تو وہ برا ہے۔ گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھے اور اس نیت سے رکھے کہ یہ بھی عبادت کا حصہ ہے اور مجھے اس حسنِ سلوک پر نیکیاں مل رہی ہیں۔

اہلِ خانہ کی تربیت

اس بات کا بہت افسوس ہے کہ مرد حضرات اپنے گھر میں اچھا ماحول دیکھنا چاہتے ہیں، لیکن اس اچھے ماحول کی آبیاری کے لیے کوئی کوشش نہیں کرتے، حالانکہ وہ اپنی کوشش سے ایک نہایت خوب صورت ماحول تشکیل دے سکتا ہے۔ وہ اپنے گھر والوں سے کپڑے، کھانا، صفائی اور آرام کے مطالبے کر لیتا ہے، لیکن نماز کے متعلق نہیں پوچھتا۔ تلاوتِ کلام پاک کے متعلق نہیں پوچھتا۔ شاپنگ کے لیے لے جاتا ہے، لیکن کسی نیکی کی مجلس میں نہیں لے جاتا، حالانکہ اگر سب گھر والے روزانہ صرف ۱۰ منٹ بھی ایک اجتماعی ماحول قائم کریں، کوئی دینی کتاب کا مطالعہ کرلیں تو اس سے حیرت انگیز فوائد دیکھنے کو ملیں گے، ان شاء اللہ

ایک اہم معاملہ

ایک اہم مگر مشکل کام جو مرد کے ذمے ہے، وہ ہے اپنی زوجہ کو الگ سے وقت دینا، ایک ایسا وقت جو آرام اور کھانے پینے کے علاوہ ہو۔ اس میں وہ دونوں ایک دوسرے سے کھلے دل کے ساتھ ہر وہ بات شیئر کریں جو دل چاہے اور اس اظہار میں کوئی بھی پابندی نہ ہو، یہاں تک کہ زوجین آپس میں معاہدہ کرلیں کہ ہمارے بیچ کوئی بھی مسئلہ ہوگا، ہم دیگر افراد کو بیچ میں لائے بغیر بلا تردُّد اس کو ایک دوسرے سے ذکر کریں گے۔

عین ممکن ہے کہ مرد کو اپنی ماں، بہن کے متعلق بہت سی تلخ باتیں سننے کو ملیں، لیکن وہ یہ سب یہ سوچ کر سنے کہ اس کے ذمے خدمت، رضاعت، حمل، تربیت کی بہت سی ذمہ داریاں ہیں اور یہ ان سب کے باوجود طعن وتشنیع کے تیر بھی کھاتی رہتی ہے، لہٰذا اس وقت میں اگر اس کے دکھ درد (اگر چہ نہ ہو) نہ سنوں تو اور کون سنے گا، لیکن احتیاط لازم ہے کہ فقط سنے اور سنتا جائے، بار بار سنے، ہمیشہ سنے، دل لگا کر سنے، لیکن اس شنوائی پر کوئی بھی ردِ عمل کا اظہار نہ کرے، ورنہ اپنی بیوی بچوں کی فکر میں وہ حدِ

اعتدال سے نکل کر والدین اور بہنوں کے حقوق غصب کرے گا، ٹھیک اسی طرح اپنی والدہ محترمہ کے پاس جائے تو وہاں بھی اہلیہ کے متعلق فقط سننے پر اکتفا کرے، اگر ردِ عمل کا اظہار کرے گا تو اپنے گھر سمیت خود بھی ٹوٹ جائے گا۔

خواتین اور مردوں کے مزاج کا فرق

ایک اہم اور آخری بات یہ ہے کہ اپنی بیوی کا مزاج سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے خواتین کے لیے ایک مقام پر ''غافلات'' کا صیغہ ذکر کیا ہے، جب کہ مردوں میں غفلت کا مطلب لاپرواہی یا اپنی ذمہ داریوں میں پورا نہ کرنے والے کو ''غافل'' کہا جاتا ہے، لیکن جن معنوں میں ''غافلات'' عورتوں کے لیے قرآن میں استعمال ہوا ہے، اس کا معنی ہے بھولی بھالی یا ایسی عورت جو حد درجہ ہوشیاری نہ جانتی ہو، بلکہ سیدھی سادی اور انتہائی مخلص مزاج ہو، جسے ہر بات کی فلسفیانہ وجوہات اور تہہ میں جا کر سمجھنا نہ آتا ہو۔ اندازہ لگائیں کہ اس عورت سے جب مرد بار بار یہ شکایات کرتا ہے کہ تم بات نہیں سمجھتی؟ تمھیں عقل نہیں ہے؟ تم ایک ہی بات بار بار کیوں کہتی ہو؟ تم تو پیچھے ہی پڑ گئی ہو؟ تم کیوں نہیں سمجھتی؟ یہ سارے وہ جملے ہیں جن میں مرد اپنی بیوی سے دانش مندی کی انتہا درجہ توقعات رکھتا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس نہج پر نہیں بنایا۔

نوٹ: البتہ کچھ خواتین واقعی علم وعقل وشعور اور دانش کی اعلیٰ سطح پر قائم رہتی ہیں، لیکن وہ ایک استثنائی صورت ہے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ازواجِ مطہرات کے کس قدر مزاج شناس تھے، اس حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ فرماتے ہیں کہ: ''عائشہ! جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو یا ناراض ہوتی ہو تو پتہ چل جاتا ہے۔'' پوچھا: کیسے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: ''وربِّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' (محمد کے رب کی قسم!) اور جب تم ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: ''وربِّ إبراھیم'' (ابراہیم (علیہ السلام) کے رب کی قسم!)۔''

اور جواب میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''لا أھجر إلّا اسمك'' ناراضگی کے عین موقع پر بھی میں فقط آپ کا نام چھوڑتی ہوں، باقی دل میں برابر آپ کی محبت برقرار رہتی ہے۔

یہ کچھ گزارشات ہیں جن کی زوجین کو ضرورت ہے اور ضرورت ہے کہ تمام شادی شدہ حضرات اِن اصولوں سے ایک بار ضرور واقف ہوں۔